فہم قرآن وفہم حدیث
کی حامل ربّانی شخصیت

حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم

ایچ، یم، حسین ٹرسٹ
H. M. Husain Trust
Email: hmhamuwash@yahoo.com
Cell: +91 7095168679

طبع اول

ذی الحجہ ۱۴۳۸ھ - ستمبر ۲۰۱۷ء

نام کتاب : فہم قرآن وفہم حدیث کی حامل ربانی شخصیت

مؤلف : حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم

صفحات : ۲۴

تعداد : ۳۰۰۰

باہتمام : انجینیر محمد عثمان حیدرآبادی

قیمت : ہدیہ منجانب، ایچ، ایم حسین ٹرسٹ

انتساب

والدین ماجدین

شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوری رحمۃ اللہ علیہ

ملنے کے پتے

مجلس تحقیقات ونشریات اسلام لکھنؤ- 2741539 -0522

دارعرفات، تکیہ کلاں رائے بریلی- 09807240512

ناشر

ایچ، ایم، حسین ٹرسٹ

H. M. Husain Trust

Email: hmhamuwash@yahoo.com

Cell: +91 7095168679

بسم اللہ الرحمن الرحیم

عرض ناشر

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم، أمَّا بَعْد:

قرآن مجید کے محکمات کا علم حاصل کرنا اور اس پر حدیث کی روشنی میں عمل کرنے سے انسانیت اشرف المخلوقات بن جاتی ہے۔ جس سے حقوق اللہ اور حقوق العباد کے مکمل کرنے کی صلاحیت آجاتی ہے۔ اور اس صلاحیت سے اخلاق، احترام، شفقت، محبت، ہمسایہ کی خدمت، غرباء اور فقراء کے ساتھ نصرت، امراء کے ساتھ حکمت سے معاملات کرنے کی فطرت بن جاتی ہے۔ اور ایسی تہذیب وتمدن سے انسانیت کی اصل روح جاگ اٹھتی ہے۔

اس کی ایک مثال اس دور میں حضرت مولانا محمد یونس جونپوری رحمۃ اللہ علیہ تھے، ان کی زندگی کا ہر لمحہ حدیث کی خدمت کرنے (علم حاصل کرنا، تعلیم دینا، عمل کرنا، حسن اخلاق کے ساتھ پیش کرنا) میں گزرا۔ پروردگار سے دعا ہے کہ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے درجے بلند فرمائے اور ہم سب کو قرآن وحدیث پر عمل کرنے کی ہدایت وتوفیق عطا فرمائے۔ آمین

حضرت مولانا محمد یونس جونپوری رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر حضرت مولانا محمد رابع حسنی ندوی دامت برکاتہم کا ایک خطاب آپ کی خدمت میں پیش ہے۔

ہماری اللہ جل جلالہ سے التجا ہے کہ اس کتابچہ کی طباعت کے معاونین کو بہتر جزا عطا فرما کر قبول فرمائے۔ آمین

طالب دعا

انجینیر محمد عثمان حیدر آبادی

ناظم

ایچ، ایم، حسین ٹرسٹ

عطیہ

شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوریؒ

خصوصیات وکمالات

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْأَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِہٖ وَصَحْبِہٖ أَجْمَعِیْنَ، أَمَّا بَعْدُ

ہندوستان میں علم حدیث کی تاریخ کا جائزہ لیا جائے تو اس میں صاحب ''کنز العمال''، شیخ علی متقی، شیخ وجیہ الدین علوی گجراتی اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی کی خدمات زیادہ نمایاں نظر آتی ہیں اور ہندوستان میں حدیث کو رواج دینے میں ان کی اولین خدمات کا اعتراف سبھی نے کیا ہے، حکیم الاسلام حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ (م ۱۱۷۶ھ) ان کے فرزند و جانشین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (م ۱۲۳۹ھ) اور ان کے علمی جانشین ونواسہ حضرت شاہ محمد اسحاق محدث دہلوی اور بھتیجہ حضرت شاہ اسماعیل شہید، پھر اسی سلسلہ کی دوسری عظیم شخصیات حضرت شاہ فضل رحمن گنج مرادآبادیؒ، حضرت مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ، میاں نذیر حسین محدث دہلوی (م ۱۳۲۰ھ) حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی، حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت مولانا محمد علی مونگیریؒ، حضرت مولانا خلیل احمد محدث سہارنپوریؒ، علامہ انور شاہ محدث کشمیریؒ، شیخ الہند مولانا محمود حسن دیوبندیؒ، اور ان کے

جانشین شیخ الاسلام حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی اور حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ، حضرت مولانا سید سلیمان ندویؒ، حضرت مولانا حیدر حسن خاںؒ محدث دار العلوم ندوۃ العلماء وغیرہ کی علم حدیث کے میدان میں خدمات اور کارنامے ایسے ہیں جن سے برابر روشنی حاصل کی جاتی رہے گی۔

مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ کے شاگردوں میں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ جن کے نام کا جزء ہی شیخ الحدیث بن گیا تھا، حدیث کی تدریس وتشریح کے ساتھ ساتھ متقدمین کے صفات واخلاق کی حامل ایسی شخصیت تھے جن کے علمی وروحانی دسترخوان سے لاکھوں افراد آسودہ ہوئے، انہی کے خوشہ چیں اور حدیث شریف میں ان کے عزیز شاگرد مولانا محمد یونس جونپوریؒ تھے، اور ان کو یہ شرف حاصل تھا کہ حضرت شیخ الحدیثؒ نے ان کو اپنی جگہ خود بٹھا دیا تھا جب وہ مدینہ پاک ہجرت فرما رہے تھے، یہ ۱۳۸۸ھ / ۱۹۶۸ء کی بات ہے، اس طرح ان کو ایک طویل مدت خدمت حدیث اور تدریس حدیث کی ملی، صرف بخاری شریف کی تدریس کو دیکھا جائے تو ۱۳۸۸ھ سے ۱۴۳۸ھ تک ان کی مدت تدریس پچاس سال کی ہے، حضرت شیخؒ کی دعا اور توجہ کا اثر تھا کہ ان سے فرمایا تھا تم ہم سے آگے نکل جاؤ گے، مظاہر علوم کے وہ حضرت شیخؒ کے بعد شیخ الحدیث ہوئے تھے، ناہموار حالات میں بھی انہوں نے اپنے شیخ کی وصیت پر پوری استقامت سے عمل کیا، اور اپنے لیے کوئی دوسری جگہ اختیار نہیں کی، استغناء، زہد اور ورع وتقویٰ کی خصوصیت کے ساتھ انہوں نے علم حدیث کے لیے پوری یکسوئی اختیار کی، اور وہ برابر علم میں اضافہ کرتے رہے، اور اسی لیے شادی بھی نہیں کی تھی کہ اس سے علم حدیث کی خدمت میں کہیں فرق نہ پڑے، حالانکہ بعد میں امراض واعذار کی وجہ سے ان کو اس کا احساس تھا کہ اس فیصلہ میں انہوں نے غلطی کی، لیکن انہوں نے علم کو دوسرے تمام امور پر

فوقیت دے رکھی تھی، اور اپنے کو علم کے ساتھ خاص کرلیا تھا، اور ان صفات وخصوصیات کو بھی اختیار کیا تھا جو علم حدیث کے حصول کے لیے ضروری ہیں اور جن کا ہر دور میں علم حدیث سے اشتغال رکھنے والے علماء اہتمام کرتے ہیں۔

مولانا محمد یونس صاحبؒ کا تعلق اصلاً جونپور سے تھا، جونپور، اعظم گڑھ، پرتاب گڈھ، سلطان پور، رائے بریلی اور اس کے اطراف میں حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے خاندانی بزرگوں کے دعوتی واصلاحی دوروں کے اثرات نمایاں رہے تھے، خاص طور پر جونپور کے علماء وبزرگوں میں کئی حضرت سید احمد شہیدؒ سے وابستہ تھے اور مولانا سخاوت علی جونپوریؒ، مولانا کرامت علی جونپوریؒ ان کے خلفاء میں تھے، بعد کے علماء میں مولانا ابوبکر شفقت جونپوریؒ حضرت سید شاہ ضیاء النبی حسنیؒ کے خلیفہ تھے جو حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ کے نانا تھے، مولانا محمد یونس صاحبؒ اس نسبت کا بھی بہت پاس رکھتے تھے، حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے دو مشہور خلفاء حضرت شاہ وصی اللہ فتحپوریؒ اور حضرت شاہ عبدالغنی پھولپوریؒ کا تعلق حضرت مولانا سید محمد امین نصیر آبادیؒ سے بھی رہا تھا، حضرت شاہ وصی اللہؒ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالحلیم صاحب جونپوریؒ حضرت مولانا محمد یونس صاحب علیہ الرحمہ کے ان اولین اور محسن اساتذہ میں تھے جن کی فکر وتوجہ سے مولانا محمد یونس صاحبؒ کو علمی میدان مظاہر علوم کی درسگاہ میں جگہ ملی، مولانا یونس صاحبؒ کو حضرت مولانا امین نصیر آبادیؒ سے عقیدت تھی اور اس عقیدت کی بنا پر ان کے خاندان کے افراد سے محبت واکرام سے ملا کرتے تھے جن میں یہ ناچیز بھی تھا۔

مولانا محمد یونس جونپوریؒ سے میرا تعارف حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے واسطے سے تھا کہ میرا حضرت شیخؒ کی خدمت میں حاضری کا معمول تھا، خاص طور سے دہلی کے زمانۂ قیام میں جو ۱۹۵۳ء سے ۱۹۷۳ء تک رہا، میں وقت نکال کر

سہارنپور حضرت شیخؒ کی خدمت میں جاتا تھا، مولانا محمد یونسؒ حضرت شیخؒ کے یہاں رہا کرتے تھے، اوران کے علمی کاموں میں معاون بھی ہوتے تھے، اور حضرت شیخؒ کی ان پر خاص نظر عنایت تھی، جومحسوس کی جاتی تھی، حضرت شیخؒ نے انہیں ان کے باطنی جوہر کو دیکھتے ہوئے خلافت واجازت اور بیعت وارشاد سے بھی سرفراز کیا تھا، اور اس سلسلہ میں بھی انہوں نے دوسروں کو نفع پہنچایا۔

مولانا محمد یونس جونپوریؒ کا تعلق حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ سے حدیث میں خصوصی استفادہ کے ساتھ سلوک وتربیت میں رہنمائی حاصل کرنے کا تھا، اس سے ان میں علمی اشتغال کے ساتھ دعوت وارشاد کی خصوصیت بھی پیدا کردی تھی، ان سے ملاقات میں یہ بات ظاہر ہوتی، اور وہ مدرسہ کی چھٹیوں سے فائدہ اٹھا کر دینی ودعوتی سفر کرتے تھے، اور لوگوں کو علمی فائدہ کے ساتھ دینی فائدہ بھی پہنچاتے تھے، حضرت شیخؒ نے ان کو ابتدا میں جن نصیحتوں سے نوازا تھا ان کا ذکر انہوں نے اپنے مضمون میں اس طرح کیا ہے کہ ”جہاں تک ہوسکے اکابر کے نقش قدم پر چلنا اور ظاہر سے زیادہ باطن میں کبر سے پورا اجتناب کرنا، اور اپنی نااہلی پیش نظر رہے، اگر کوئی کہے تو اس پر طبعی اثر غیر اختیاری چیز ہے، لیکن برا نہ ماننا چاہیئے، مدرسہ کے مال میں بہت احتیاط کرنا، اخلاص سے کام کرنا“۔ اور ایک نصیحت یہ بھی فرمائی جس کا انہوں نے ان نصیحتوں کے ساتھ ذکر کیا ہے کہ ”ہر وقت اپنے عمل سے ڈرتے رہنا چاہیئے، اگرچہ مالک کا کرم بڑا ہے، اسی کے کرم ہی کا سہارا ہے، پھر بھی استغفار کثرت سے کرتے رہنا چاہیئے“۔ (بحوالہ حضرت شیخ الحدیث اور ان کے خلفائے کرام، مرتبہ: مولانا محمد یوسف متالا، صفحہ: ۱۳۲-۱۳۴)

ان سے مل کر یہ بات بھی محسوس ہوتی تھی کہ صفائی قلب کے نتیجہ میں ان کے اندر قوت ادراک بڑھ گئی ہے، اوران باتوں کا ایک دم ان سے اظہار ہوجاتا تھا جو وہ انفرادی

حالات اور سماجی حالات کے اثر سے محسوس کرتے تھے۔

ان کا مطالعہ بہت گہرا اور وسیع تھا اور کتابوں کے علاوہ رسائل و جرائد کا بھی مطالعہ کرتے اور ہمارے یہاں کے پرچوں ''البعث الاسلامی، الرائد، تعمیر حیات'' وغیرہ کا بھی مطالعہ کرتے اور ہمارے مضامین بھی دیکھتے تھے، اور ملاقات پر اپنی رائے بھی ظاہر فرماتے، انہوں نے ایک موقع پر یہ بات بھی فرمائی کہ مضمون پر جب حدیث کی چھاپ ہوتی ہے تو اس کی افادیت دو چند ہو جاتی ہے اور نورانیت پیدا ہو جاتی ہے چاہے وہ سیاسی مضمون ہو۔

مولانا یونس صاحبؒ صرف محدث ہی نہ تھے؛ بلکہ مصلح بھی تھے، یہ ان کی خوبی تھی کہ ان سے ملنے والا جس طبقہ سے بھی تعلق رکھتا ہو، اس کو صحیح مشورہ دیتے اور کوئی خلاف سنت یا خلاف شرع عمل ہوتا تو اس پر تنبیہ کرتے، ان کو حق بات کہنے میں کوئی تکلف نہیں ہوتا تھا۔

مولانا مرحوم کو ندوۃ العلماء سے اور اس کے اکابرین علامہ شبلی نعمانیؒ، علامہ سید سلیمان ندویؒ اور حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے دینی و قلبی تعلق تھا، اور ان کی تحریروں کے وہ بڑے قدرداں تھے، اور اپنے درس حدیث میں ان کے حوالے دیتے، حضرت مولانا سید ابوالحسن علی ندویؒ سے ان کو بڑی محبت تھی اور ان سے ملاقات و استفادہ کے لیے انہوں نے رائے بریلی اور لکھنؤ کے کئی سفر بھی کئے اور ایک سفر حدیث کی اجازت کے لئے کیا اور صحاح ستہ و موطا امام مالک اور مسند احمد کی اوائل پڑھ کر اجازت حدیث بھی حاصل کی اور جب ان کی وفات ہوئی تو بغیر ریزرویشن کے فوراً جنازہ میں شرکت کے جذبہ سے سہارنپور سے روانہ ہو گئے اور حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے علمی دینی مقام پر ایک خطاب بھی رائے بریلی میں مقیم لوگوں کے سامنے کیا، اسی طرح حضرت مولانا صدیق صاحب باندویؒ سے بھی بڑی عقیدت تھی اور ان کے شیخ مولانا اسعد اللہؒ سے بھی اجازت

وخلافت حاصل کی جوان کے بھی استاد تھے۔

مولانا یونس صاحبؒ کی وفات سے علمی حلقوں میں جو خلا ہوا ہے اس کا پر ہونا آسان نہیں ہے، اس لئے کہ کسی شخصیت کے بننے میں ایک مدت لگتی ہے، اور بعد میں اس کے علم سے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں، چند سال پہلے ان کی طبیعت بہت ناساز ہوگئی تھی جب وہ مدینہ منورہ میں تھے، اور ممبئی میں جب وہ زیر علاج تھے تو ان کی عیادت کو بھی جانا ہوا، پھر دوبارہ ملاقات نہ ہوسکی؛ مگر یہ معلوم ہوا کہ انہوں نے تدریس کا اشتغال قائم رکھا، اور اس پر مستزاد تصنیفی کام بھی جاری رکھا، اوران کی زندگی میں بخاری شریف کی عربی شرح کا جووہ کام کررہے تھے اس کی پہلی جلد ''نبراس الساری'' کے نام سے سامنے آگئی تھی، اوران کے بعض دوسرے علمی تحقیقی افادات کے مجموعے بھی ان کے بعض شاگردوں کی طرف سے سامنے آئے، جیسے نوادرالحدیث، نوادرالفقہ اوراليواقيت العاليہ فی الأحاديث العالیۃ وغیرہ۔

اللہ تعالیٰ ان کے مراتب بلند فرمائے اوران کانعم البدل عطا فرمائے۔

مولانا سید محمد واضح رشید حسنی ندوی

(معتمد تعلیم ندوۃ العلماء، لکھنو)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

أَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ:

شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد یونس مظاہری ۱۶ رشوال ۱۴۳۸ھ مطابق ۱۱ رجولائی ۲۰۱۷ء کو دار فانی سے عالم جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مولانا محمد یونس مظاہریؒ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے محبوب شاگرد تھے، انہوں نے ان سے تعلیم حاصل کی، اور طریقۂ تدریس میں بھی استفادہ کیا، اور مظاہر علوم کے دیگر اساتذہ سے بھی استفادہ کیا، اور اس فن میں کمال حاصل کیا، سند و رجال حدیث میں ایک امتیازی شان کے مالک تھے، مظاہر علوم سے فراغت کے بعد وہیں استاذ مقرر ہوئے، ۱۳۸۸ھ میں شیخ الحدیثؒ کے باوقار منصب پر فائز ہوئے، اور وفات تک یہ سلسلہ رہا، ان کی نمایاں خدمات میں صحیح بخاری کی شرح وحواشی ہیں، ان کے شاگردوں نے ان کی یہ تحقیقات جمع کی ہیں، نوادر الفقه، نوادر الحديث اور اليواقيت الغالية، كتاب التوحيد فى الرد على الجهمية وغیرہ ہیں۔

مولانا محمد یونس مظاہری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا اصلاحی اور تربیتی تعلق بھی حضرت مولانا اسعد اللہ رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سے رکھا، چنانچہ حضرت شیخؒ نے انھیں خلافت سے بھی نوازا، ان کو چاروں سلاسل میں اجازت حاصل تھی، اس نسبت کو انہوں نے ظاہری شان کے لئے کبھی نہیں استعمال کیا، بلکہ اس کے ذریعہ اصلاح باطن پر ساری توجہ مرکوز کی، اللہ تعالیٰ نے ان کو حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنے پڑھانے کی توفیق دی تھی، اس لئے وہ اس مشن کو بحسن وخوبی انجام دیتے تھے، انھیں یقین تھا کہ نبوت محمدی کے اصول چہارگانہ میں تزکیہ کی بڑی اہمیت ہے، اسی سے ایک انسان کی زندگی کامل ومکمل ہوتی ہے، ورنہ وہ کتابی علم کے ذریعہ صرف نقوش تک پہونچتا ہے، نفوس کو فائدہ پہونچانے سے عاجز ہوتا ہے۔

علم حدیث ان کا اختصاصی موضوع تھا، اس فن کے تمام گوشوں سے وہ واقف تھے، ان کو کئی معتبر مشائخ سے اجازت حدیث بھی حاصل تھی، یہی وجہ ہے کہ ملک وبیرون ملک کے علماء ومشائخ ان کے پاس اجازت حدیث کے لئے حاضر ہوتے تھے، مولانا محمد یونسؒ سچے عاشق رسول تھے، علم حدیث سے ان کا تعلق ایسا اٹوٹ تھا کہ وہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہوگیا، صحت وتندرستی، بلکہ بیماری کے زمانہ میں بھی اس کو باقی رکھا، اور اسی تعلق میں وہ دنیا سے رخصت ہوئے، حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مجلسوں کے حاضر باش اور معتمد علیہ تھے، بخاری شریف کا اکثر حصہ انہیں یاد تھا اور محدثین کے اقوال بھی انھیں ازبر تھے، بغیر کتاب دیکھے ان کو سنادیا کرتے تھے، حضرت شیخ سے علم حدیث سیکھا اور اس کا حق ادا کیا۔

مولانا محمد یونس مظاہری رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال پر دار العلوم ندوۃ العلماء کی مسجد میں ایک تعزیتی جلسہ ہوا، جس میں ناظم ندوۃ العلماء حضرت مولانا سید محمد رابع حسنی ندوی

دامت برکاتہم کا ایک اہم خطاب ہوا، وہ خطاب حضرت کی نظر ثانی کے بعد تعمیر حیات (شمارہ ۲۵ رجولائی ۲۰۱۷ء) میں شائع ہوا، اب یہ خطاب انجینئر بھائی محمد عثمان صاحب حیدرآبادی اپنے ادارے ایچ، یم، حسین ٹرسٹ سے شائع کررہے ہیں، اس سے بھائی عثمان صاحب کے حدیث وسنت اور اس کے حاملین سے صحیح تعلق کا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرمائیں اور نفع عام کا ذریعہ بنائیں۔

راقم الحروف

سعید الرحمن اعظمی ندوی

مدیر البعث الاسلامی، ندوۃ العلماء، لکھنؤ

فہم قرآن وفہم حدیث کی حامل ربانی شخصیت

أَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى آلِهٖ وَصَحْبِهٖ أَجْمَعِيْنَ، أَمَّا بَعْدُ

اللہ تعالی نے انسانوں کے رشد وہدایت کے لئے رہنمائی کے متعدد انتظامات فرمائے ہیں، قرآن مجید سارے انسانوں کی ضرورت اور ہدایت کے لئے جامع اور ہمہ جہت رہنمائی کے لئے اور حدیث رسول اور سنت نبوی کو ایمان واتباع دین کو عملی شکل میں دیکھنے اور سمجھنے کے لئے مقرر فرمایا ہے، اس کو صرف علم میں لانے اور احکام کو جان لینے کے لئے نہیں رکھا ہے، بلکہ عمل میں لانے کے لئے ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اُن حالات سے گذارا ہے، جن سے دین کو علم سے عمل میں لانے کا فائدہ ہوتا ہے، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول وعمل کو نمونہ اور مثال بنادیا ہے، اسی لئے قرآن مجید میں فرمایا: لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُو اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا (احزاب: ۲۱) (تمہارے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں بہترین نمونہ موجود ہے، یہ اس شخص کے لئے جو اللہ کی بندگی اور آخرت میں کامیابی چاہتا ہے، اور کثرت

سے اللہ کو یاد کرتا رہا ہے) اور سورۂ نجم میں ہے: وَمَا یَنْطِقُ عَنِ الْھَوٰی، اِنْ ھُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (نجم: ۳۔۴) (یہ نبی خواہش نفس کی بنا پر کلام نہیں کرتے، بلکہ ان کا کلام وحی ہے، جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کو کی جاتی ہے)۔

دین کو صحیح عملی شکل میں اختیار کرنے کے لئے حدیث وسنتِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا علم کامیاب ذریعہ ہے، اگر ہم دین کو اصلی شکل میں اختیار کرنا چاہتے ہیں تو علم حدیث وسنت میں اس کی اصلی جھلک نظر آتی ہے، یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اچھا انتظام ہے کہ قرآن سے جامع ومکمل رہنمائی اور حدیث وسنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں اس کی صحیح جھلک دکھائی گئی ہے، لہذا یہ عجیب بات ہوگی کہ ہم دین سے صرف احکام لیں اور ان کی عملی مثال سے اخذ فیض نہ کریں، اس کے بغیر مطابقِ اصل عمل مشکل ہوگا، ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرف اشارہ فرمایا: صَلُّوْا كَمَا رَأَيْتُمُوْنِي أُصَلِّيْ (سنن کبری مرتبہ امام بیہقی: ۳۴۴۳) (تم اس طرح نماز پڑھو، جس طرح تم نے مجھ کو نماز پڑھتے دیکھا ہے)، نماز کے تعلق سے یہ بات فرمائی گئی ہے، جو دیگر عبادات وطاعات کے لئے بھی صحیح سمجھی جانی والی بات ہے اور صحابہ کرامؓ کو امت اسلامیہ میں جو امتیاز حاصل ہے، اس میں یہ بھی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو جو کرتے دیکھا اور جو کہتے سنا، وہ براہ راست اخذ کرنے کا ذریعہ بنا، پھر انہوں نے آئندہ آنے والوں نسلوں کو بجنسہ نقل کر کے بتایا، حجۃ الوداع کے موقع پر آپ نے فرمایا: أَلَا فَلْيُبَلِّغِ الشَّاهِدُ الْغَائِبَ، فَرُبَّ مُبَلَّغٍ أَوْعٰى مِنْ سَامِعٍ (صحیح بخاری) (جو اس موقع پر موجود ہیں وہ اس کو پہونچادیں جو یہاں موجود نہیں ہے، کیونکہ بسا اوقات جن کو بات پہونچائی جائے وہ پہونچانے والے کے مقابلہ میں زیادہ سمجھنے اور محفوظ رکھنے والا ہوتا ہے)، اسی طرح شریعت اسلامیہ کے امکان وہدایات عملی شکل میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے تا قیامت آنے والوں تک پہونچے اور پہونچ رہے ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نماز کے سلسلہ

میں نقل مطابق اصل بنانے کی مثال دی گئی ہے، اس حدیث میں دین کو عملی شکل میں سیکھنے کی تلقین کی گئی ہے، اور اس طرح سے عمل کے ذریعہ دین کے سب احکام کی تلقین کا سلسلہ قائم ہوا، ، اور انشاء اللہ یہ سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا، صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھا اور عمل کیا، اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے قول وعمل کو اپنے قول وعمل سے وابستہ بنادیا، لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قول وعمل قرآن کے قول سے جڑا ہوا ملتا ہے، صحابہ کرامؓ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر دین سیکھا، ان سے دین کو دیکھ کر عمل کرنے کا سلسلہ جاری ہوا، ہم میں اکثر افراد نے نماز دیکھ کر سیکھی، بڑوں کو دیکھ کر سیکھا، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جس طرح نماز پڑھتے تھے، صحابہ کرامؓ نے اس کو اختیار کیا، دین پر عمل کرنے کے لئے دین والوں سے سیکھا، اس طرح دین کل کا کل قرآن وحدیث دونوں سے ثابت ہوگیا۔

قرآن کلام الٰہی ہے، حدیث اس کی تشریح وتوضیح ہے، قرآن کو دین کا بنیادی مقام حاصل ہے، لیکن اس کی گہرائی اور متشابہات کی موجودگی کے لحاظ سے تنہا اس پر اکتفاء کافی نہیں قرار دیا گیا، اس کی وضاحت حدیث کے ذریعہ حاصل کرنا ہوتی ہے، قرآن مجید میں تمام انسانوں کو موضوع بنایا گیا ہے، اور اس کو محکمات اور متشابہات میں رکھا گیا ہے، اور یہ فرمایا گیا ہے کہ محکمات کو اصل ذریعہ استفادہ بناؤ اور متشابہات کے سمجھنے میں زیادہ نہ پڑو، متشابہات کے معاملہ میں پڑنے والے برے مقصد کو اختیار کرتے ہیں: هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتَابَ مِنْهُ اٰيَاتٌ مُّحْكَمَاتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتَابِ، وَاُخَرُ مُتَشَابِهَاتٌ، فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِي قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاءَ تَاْوِيْلِهٖ، وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ (آل عمران: ۷)۔ (وہ وہی خدا ہے، جس نے آپ پر کتاب اتاری ہے، اس میں محکم آیتیں ہیں اور وہی کتاب کا اصل مدار ہیں، اور دوسری آیتیں متشابہ ہیں، سو وہ لوگ جن کے دلوں میں کجی ہے، وہ اس کے اسی حصہ کے پیچھے ہو لیتے ہیں جو متشابہ ہے،

غلط بات کی تلاش میں اور اس کے غلط مطلب کی تلاش میں، حالانکہ کوئی ان کا صحیح مطلب نہیں جانتا سوائے اللہ کے)، اس کے لئے اللہ تعالی نے خود قرآن میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وعمل کو قرآن کے مطابق قرار دیا کہ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْیٌ یُّوْحٰی (نجم: ۴) کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کو اللہ تعالی ہی کی بات سمجھی جائے، حدیث شریف کے ذریعہ ہم کو اصل وضاحت ملتی ہے۔

اس طرح یہ بات واضح ہو گئی کہ جو حضرات حدیث کی تعلیم و تعلم سے تعلق رکھتے ہیں، ان کا یہ عمل صرف حدیث کو عمل میں لانا نہیں ہے، بلکہ اس کے مطابق عمل اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانا ہے، لہٰذا جو سنت پر عمل کرتے ہیں، اللہ تعالی کی طرف سے ان کو نورانیت ملتی ہے، اور عملی طور پر اس سے استفادہ کرنے پر ان کے اندر ایک تبدیلی اور انقلاب پیدا ہوتا ہے اور ان پر اتباع سنت کا عکس ہوتا ہے، علم حدیث سے صرف علمی استفادہ نہیں، بلکہ اس کو عملی زندگی میں اتارنا بھی مقصود ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات وصفات کو مؤمن کی زندگی کے لئے نمونہ بنایا گیا ہے، غالباً اسی لئے اللہ تعالی نے ان کو زندگی کی ان تمام راہوں سے گذارا، جن سے مؤمن کو گذرنا ہو سکتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر مشکل حالات بھی آئے اور آسان بھی، دونوں طرح کے حالات اس لئے تھے، تاکہ مؤمن کو پیش آنے والے ہر طرح کے حالات میں لوگوں کے لئے نقل و اتباع آسان ہو، غزوۂ بدر، حدیبیہ اور خندق کے موقع پر سخت حالات آئے، یہ اس لئے تھے، تاکہ امت کے لئے ان حالات میں بھی رہنمائی سامنے آئے، اس طرح زندگی کا کوئی ایسا مسئلہ نہیں، جس کا حل سنت و سیرت میں موجود نہ ہو،، حدیث، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی کا عکس ہے، محدثین نے اسی مقصد کو پیش نظر رکھا، وہ دین کے صحیح محافظ اور صحیح ناقل ہیں، ان کی خدمت حدیث کی کوششوں کی اہمیت کا انکار کرنا دین کی ترجمانی کو ناقص بنانا ہے، جو حضرات خوش نصیبی سے اشتغال بالحدیث رکھتے ہیں ان کو اس ناحیہ سے خدمت

حدیث شریف کی اہمیت کو پیش نظر رکھنا چاہیئے۔

اللہ تعالیٰ نے حدیث وسنت کو اس بات کا ذریعہ بنایا کہ ہم دین کو حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قول وعمل کے ذریعہ حاصل کریں، اس کے لئے اللہ تعالی نے یہ مقدر فرمایا، اس لئے بڑے بڑے علماء اور محدثین پیدا فرمائے، اور دین پر عمل کرنا آسان بنایا، عصر جدید کے یورپ زدہ مختلف افراد ہیں، جن کو مستشرقین کے نام سے جانا جاتا ہے، وہ کہتے ہیں کہ دین اسلام کے لئے قرآن کافی ہے، احادیث ضروری نہیں، جب کہ حدیث شریف قرآن ہی کی وضاحت ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرآن ہی کو اپنی عملی زندگی میں پیش کیا، اس طرح قرآن و حدیث الگ الگ نہیں ہیں، بلکہ ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہیں، جس کا تعلق حدیث سے کمزور ہوگا، اس کا دین سے بھی تعلق کمزور ہوگا، قرآن میں آیا ہے کہ کچھ افراد ایسے ہیں ،جن کے دلوں میں کجی ہوتی ہے ،قرآن کے متشابہات کے پیچھے پڑتے ہیں فتنہ اور غلط تاویل کے لئے ،لیکن اہل ایمان دین کو صحیح اور کامل طور پر سمجھنے کے لئے محکمات القرآن کو حدیث شریف کے ساتھ صحیح دین کو سمجھتے ہیں، محدثین نے ہمیشہ محکمات قرآن کے ساتھ حدیث کو موضوع بنایا، اور اسی مشن پر اپنے آپ کو لگایا، حضرت عائشہ رضی اللہ عنھا سے کسی نے دریافت کیا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سیرت واخلاق کیسے تھے؟ فرمایا: كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ (شعب الایمان: ۱۴۲۸) (ویسے جیسا قرآن میں ملتا ہے)۔

اسی طرح علم حدیث میں مشغول ہونے والے حضرات کے لئے بڑی بشارتیں ہیں، حدیث میں آیا ہے: نَضَّرَ اللهُ امْرَءًا سَمِعَ مِنَّا حَدِيْثًا فَحَفِظَهُ حَتّٰى يُبَلِّغَهُ غَيْرَهُ (اللہ تعالی تروتازہ رکھے اس کو جن میری حدیث سنی، اور اس کو یاد کیا، اور دوسری کو بلا کم و کاست پہونچایا)۔ (سنن ابوداود: ۳۶۵۲) سنن ترمذی: ۲۶۵۶)، میں کئی ایسے افراد کو جانتا ہوں کہ انہوں نے پوری زندگی حدیث کا اشتغال رکھا اور سنت پر عمل کیا تو ان کے چہرے

پر وفات کے وقت اس کے اثرات نمایاں تھے، ایسی شخصیات میں دار العلوم ندوۃ العلماء کے سابق شیخ الحدیث مولانا حیدر حسن خان ٹونکی رحمۃ اللہ علیہ، اور ہمارے استاذ حدیث مولانا شاہ حلیم عطا علیہ الرحمۃ، اسی طرح مولانا عبد الرشید نعمانی ندویؒ اور دار العلوم دیو بند کی مایہ ناز شخصیت علامہ انور شاہ کشمیری، اور ان کے بعد وہاں کے شیخ الحدیث حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ اور مولانا سید فخر الدین صاحب وغیرہ، اور جامعہ مظاہر علوم میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری مہاجر مدنی، اور ان کے جانشیں حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی مثالوں سے سمجھا جا سکتا ہے۔

اور اب حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کے مظاہر علوم میں جانشیں و شیخ الحدیث مولانا محمد یونس جونپوری جن کا کل سہارنپور میں انتقال ہوا، بہت ممتاز نظر آئے، اور ان کے جنازہ میں غیر معمولی اژدحام سے ان کی مزید تائید اور مقبولیت ظاہر ہوئی، یہ سب برکت تھی اس کی جو انہوں نے حدیث شریف کی خدمت کی، اور آخر وقت تک اس کا مطالعہ جاری رکھا ، اور اس کے فیض کو دوسروں میں منتقل کرنے کا جو جذبہ تھا اس سے کام لیا، ان میں ربانیت کی صفت تھی، اس صفت نے ان کو بہت سے اساتذہ اور معاصر علماء میں ممتاز کیا، انہوں نے اس فن میں بڑی ترقی کی، اور ان کا شہرہ برصغیر سے نکل کر بلاد عربیہ میں بھی ہوا، وہ بلاشبہ عظیم محدث اور ایک باکمال استاذ تھے، انہوں نے پوری زندگی علم حدیث کے لئے وقف کر دی تھی، اور اس کے لئے دنیا کے دوسرے پہلوؤں سے اپنے کو دور کر لیا تھا، ان کی شخصیت کی تشکیل میں ایسے اساتذہ تھے، جنھوں نے ان کو اس عظیم مشن کے لئے تیار کیا، اگر چہ ان کو حضرت مولانا اسعد اللہؒ اور دوسرے بڑے اساتذہ سے استفادہ کا موقع ملا تھا، لیکن وہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کے خاص شاگرد تھے، جنھوں نے اپنی توجہ خاص سے مولانا محمد یونس کو یگانہ روزگار بنا دیا تھا، اور اپنی زندگی میں امظاہر علوم

جیسے باوقار حدیث کے علمی مرکز کا ان کو شیخ الحدیث کا منصب بڑوں کی موجودگی میں جن میں ان کے کئی بڑے اساتذہ شامل تھے ان کے علمی فضل وکمال کو محسوس کرتے ہوئے کم عمری میں ان کے حوالہ کیا، دارالعلوم ندوۃ العلماء سے بھی مولانا محمد یونس کو بہت تعلق خاطر رہا ہے، وہ مفکر اسلام حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندویؒ سے نیاز مندانہ تعلق رکھتے تھے، اور ندوۃ العلماء تشریف لایا کرتے تھے، اس کی خاص وجہ یہ بھی ہے کہ مولانا یونسؒ کا تعلق جونپور سے تھا، اور جونپور اور اس کے اطراف میں مولانا کے خانوادہ کے ایک بزرگ مولانا محمد امین نصیر آبادیؒ اور خود حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نانا حضرت شاہ سید ضیاء النبی حسنی علیہ الرحمۃ کی دعوتی کوششوں کا زبردست اثر رہا ہے، گویا مولانا یونسؒ صاحب دل میں اس کی قدر سمجھتے تھے، یہی وجہ ہے کہ پوری عقیدت واحترام کے ساتھ باوجود اپنے علمی وزن کے حضرت مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی سے حدیث کی سند لینے کے لئے دارالعلوم ندوۃ العلماء کا سفر کیا، اور باقاعدہ اس کی اجازت حاصل کی، جو ان کو علامہ حیدر حسن خان ٹونکیؒ اور مولانا عبدالرحمن مبارکپوریؒ (صاحب تحفۃ الاحوذی شرح جامع الترمذی) سے حاصل تھی، یہ چیز ندوہ کے اساتذہ وطلبہ میں ان سے عقیدت بڑھنے کا سبب بنی، اور یہاں کے اساتذہ و طلبہ کا وقتاً فوقتاً ان کی خدمت میں استفادہ کے لئے جانے کا آخر تک سلسلہ رہا۔

مولانا محمد یونس صاحب کی بڑی خوبی یہ تھی کہ وہ علم کو برابر بڑھاتے رہے، اور باوجود صحت کا ساتھ نہ دینے کے انہوں نے محنت جاری رکھی، بیرونی سفروں میں محدثین کا پتہ لگاتے، اور ان کی خدمت میں جا کر استفادہ کرتے اور کتابیں خریدتے، اس طرح انہوں نے سیرت پاک اور حدیث پاک کا ایک بڑا مکتبہ تیار کر دیا، اور معلوم ہوا کہ اس کو مظاہر علوم کے لئے وقف بھی کر دیا تھا، اور جیسا کہ اپنی تقریر میں مہتمم دارالعلوم مولانا ڈاکٹر سعید الرحمن اعظمی ندوی نے کہا کہ: مولانا محمد یونسؒ سچے عاشق رسول تھے، علم حدیث سے ان کا تعلق ایسا ٹوٹ

تھا کہ وہی ان کا اوڑھنا بچھونا ہو گیا، صحت وتندرستی، بلکہ بیماری کے زمانہ میں بھی اس کو باقی رکھا، اور اسی تعلق میں وہ دنیا سے رخصت ہوئے، حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ کی مجلسوں کے حاضر باش اور معتمد علیہ تھے، تربیت اور معرفت الٰہی حضرت شیخؒ سے حاصل کی، اور خدمت میں علمی تبحر کے ساتھ روحانی سلسلہ میں خلافت سے بھی سرفراز ہوئے اور یہ خصوصیت ان کو اپنے دوسرے استاذ ومربی حضرت مولانا اسعد اللہ علیہ الرحمۃ (سابق ناظم جامعہ مظاہر علوم سہارنپور) سے بھی حاصل تھی، اور اس جامعیت کی وجہ سے ان کی مقبولیت اور محبوبیت میں اور اضافہ ہوا، بخاری شریف کا اکثر حصہ انہیں یاد تھا اور محدثین کے اقوال بھی انہیں ازبر تھے، بغیر کتاب دیکھے ان کو سنا دیا کرتے تھے، حضرت شیخؒ سے علم حدیث سیکھا اور اس کا حق ادا کیا، وہ حضرت شیخؒ کے گھر کے ایک فرد کی طرح ہو گئے تھے اور ہمیشہ اسی خاندان والاشان کے ایک فرد کی طرح رہے، اس لئے یہ حادثہ حضرت مولانا محمد طلحہ صاحب کاندھلوی صاحبزادہ حضرت شیخ الحدیث کے لئے خاص طور پر اور ان کی علمی ودینی حیثیت کی وجہ سے مظاہر علوم اور تمام علمی ودینی حلقوں کے لئے بڑے خسارہ کا باعث حادثہ وفات ہے۔

اللہ تعالیٰ حضرت مولانا محمد یونس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمات کو جو علم ودعوت وارشاد اور تدریس کے راستے میں انہوں نے انجام دیں قبول فرمائیں اور ان کے درجات کی بلندی کا ذریعہ بنائیں اور ان کے مراتب کو خوب بلند فرمائیں۔

وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔

ایچ، ایم حسین ٹرسٹ سے شائع رسالے

- ہم زندگی کیسے گزاریں اور ماں کی تربیت کی اہمیت
- قرآنی مطالعہ اور اس کے آداب
- میرے مطالعہ قرآن کی سرگزشت
- فہم قرآن وفہم حدیث کی حامل ربانی شخصیت
- اسلام مکمل نظام زندگی حدیث نبویؐ کی روشنی میں
- صبر کی حقیقت
- قلب سلیم کی تلاش
- آپ رمضان کیسے گزاریں اور رمضان کے بعد
- اعجاز قرآن
- قرآن مجید کی ایک پیشین گوئی
- دعا اور تقدیر
- محدثین کا اخلاق و کردار واقعات کی روشنی میں
- قرآن اور صاحب قرآن
- غزوات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- ہمارے حضرت
- شکرِ نعمت۔ایک بڑی عبادت
- ابدی کتاب
- اسماء الحسنٰی

- دعوت الی اللہ
- دل بدل جائیں گے تعلیم بدل جانے سے
- دعائیں
- ایمان جان سے زیادہ عزیز
- انسان کی تلاش
- مدارس اسلامیہ کا پیغام
- مدرسہ کیا ہے
- قرآن اعلیٰ مرتبت کتاب
- قرآن مجید کی امتیازی حیثیت
- قرآن مجید کی انتظامی اور مرکزی حیثیت